حصول معاش اور سید انسانیت ﷺ کی تعلیمات

تحریر: مولانا محمد منشاء کاشف فیصل آباد

نبی اکرم ﷺ نے حصول معاش کے لئے مزدوری بھی کی اور تجارت بھی کی ہے اور کھیتی باڑی بھی کروائی ہے۔ چنانچہ بسلسلہ مزدوری فرمایا کہ مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا (بخاری کتاب الاجارہ صہ ۳۰۱)

اسی طرح آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال سے تجارت کا کام انجام دیا۔ آپ ﷺ کا مال تجارت شام یمن حبشہ بحرین وغیرہ جایا کرتا تا اسی طرح آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج کے خرچ وخوراک کے سلسلہ میں بنی نضیر کی کھجوروں کو بیچ کر سال بھر کا انتظام فرمایا اور اس کو بیویوں کے حوالہ کر دیا۔ (بیہقی جلد سابع ۴۶۱) ایضاً بخاری جلد ثانی صہ ۸۰۶ ایضاً منتخب کنز العمال جلد ثالث صہ ۸۰)

حضور ﷺ نے خیبر کی زمین کو بٹائی پر دے رکھا تھا اس سے سال بھر کا غلہ حاصل ہوتا تھا۔ (کتاب الاموال صہ ۴۸۲)

سواء بن خالد فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو حضور اکرم ﷺ کام کر رہے تھے ہم نے حضورؐ کی اعانت کی حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ کہ رزق سے اس وقت تک غافل ہونا مناسب نہیں ہے جب تک سر میں حرکت اور طاقت ہو (استیعاب جلد ثانی صہ ۵۸۴)

حضور ﷺ کو والد کے ترکہ سے پانچ اونٹ اور چالیس بکریاں ملی تھیں اونٹ کرایہ پر چلتے تھے بعد میں بکریوں کی تعداد میں آپؐ نے اچھا خاصا اضافہ بھی فرمادیا (بیہقی جلد سابع صفحہ ۳۰۳ ایضاً زاد المعاد جلد اول)

صاحب کنزل العمال نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ "ما اکل احد طعاما قط خیرمن ان یاکل من عمل یدیه وان نبی الله داود علیه السلام کان یاکل من عمل یدیه" (بخاری جلد

اول کتاب البیوع صہ ۲۷۸)

یعنی اس سے بہتر اور کسی نے نہ کھایا ہوگا۔ جیساکہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانے والا کھاتا ہے اور اللہ کے نبی داوٗد علیہ السلام بھی ہاتھ سے محنت کرکے کھاتے تھے حضور اکرم ﷺ نے عطر فروشی اور کپڑے کی تجارت کی طرف اس طرح راغب فرمایاکہ "لواذن اللہ لاھل الجنۃ فی التجارۃ لاتجروا فی البز والعطر" (معجم صغیر طبرانی صفحہ ۱۴۵)

یعنی اگر اللہ تعالیٰ جنتیوں کو تجارت کی اجازت دیتا تو یقیناً وہ کپڑے اور عطر کی تجارت کرتے۔

معلوم ہواکہ تجارت اہل جنت کی مرغوب اور پسندیدہ تجارت ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کپڑے کی تجارت کی بدولت ہر قسم کے کپڑے سے جسم کو زینت بخشی جاسکتی ہے اور عطر سے جان کو فرحت اور انبساط حاصل ہوتی ہے الغرض آپ ﷺ نے تجارت وکسب ومحنت پر توجہ دلائی ہے ہٹے کٹے موٹے تازے تندرست آدمی کو جب آپ ﷺ سوالی دیکھتے فرماتے کہ تیرے لئے سوال سے زیادہ بہتر خود محنت کی کمائی ہے۔ ارشاد ہے۔

"لان یاخذ احدکم حبلہ فیاتی بحزمۃ الحطب علی ظھرہ فیبیعھا فیکف اللہ بھا وجھہ خیرلہ من ان یسئل الناس" (بخاری)

یعنی اگر کوئی شخص رسی لیکر جنگل جائے اور اس میں لکڑی باندھ کر لائے اور اسکو فروخت کرکے اپنا کام چلائے تو سوالی بننے سے بہتر ہے۔

آپ ﷺ نے حصول معاش کے لئے اسباب اختیار کرنے کی بھی تعلیم دی ہے حضرت خالدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیاکہ کسب معاش کا کونسا طریقہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ کی کمائی سب سے افضل ہے۔ اسی طرح بیہقی جلد خامس صہ ۲۶۷ میں ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیاکہ "ای الکسب اطیب وافضل قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور" یعنی بہترین کمائی

اپنے ہاتھ کی کمائی ہے اور تجارت

مال حرام کی مذمت:۔ الغرض آپ نے ترک عمل سے منع فرماکر معاشی خوش حالی کے لئے جہاں کسب ید، تجارت اور زراعت و صنعت وغیرہ پر توجہ دلائی ہے وہاں آسودگی وخوش حالی کے بحال رکھنے کے لئے آپ ﷺ نے مال حرام کی کمائی، سود خوری، جواء وغیرہ کی بھی حرمت فرمائی ہے۔ شریعت محمدیؐ فرد سے زیادہ پوری جماعت کی خوشی حالی کو دیکھنا چاہتی ہے اگر چند افراد بظاہر خوشحال بھی دکھائی دیں تو ان کی جماعتی حالت خراب وابتر نظر آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ یہودیوں کے چند افراد اگر سود کھاکر دولت مند ہیں تو ان کے عام افراد اس قدر ذلیل وپست حالت میں ہیں کہ ایسی پستی میں دنیا کی کوئی قوم بھی نہیں ہے زمانہ حال کے تجربہ کاروں نے یہ اعداد و شمار شائع کئے ہیں کہ جن ملکوں کی شرح سود کم ہے وہ ان ممالک سے زیادہ خوشحال ہیں جہاں شرح سود کا معیار اونچا ہے۔

دنیوی تباہی کے علاوہ سود خوری کی سزا جہنم میں بھی سخت ہوگی معراج کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو خون کی نہر میں دیکھا جب نہر والا شخص باہر نکلنا چاہتا ہے تو فرشتہ پتھر اٹھاکر اس کے منہ پر مارتا ہے اور وہ چیختا ہوا اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا ہے آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص سزایاب ہے جواب دیا گیا کہ یہ سود خور ہے (بخاری حدیث معراج ومسند احمد جلد ۲۲۵)

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سود خور چونکہ ایک درہم جرم میں ۳۶ زنا کاریوں سے بڑھ کر جرم ہے بہرحال سود خور چونکہ دنیا میں لوگوں کا خون چوستا تھا اس لئے قدرت نے اس کی گردن خون میں ڈبوئی ہے۔

سود خوری کے سلسلہ میں کیا خوب احمق پھپھوندوی نے لکھا ہے۔

جیو کار کشا کرنے والو سود کھانا چھوڑ دو

یہ وہ سالن ہے کہ جس میں آدمی کا خون ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزہ رکھتے رکھتے چلہ (کمان کی تانت کی طرح دبلے ہوجاؤ تب بھی اللہ تعالیٰ تمہارے

ان عملوں کو قبول نہ کرے گا۔ جب تک کہ تم حرام سے نہ بچو گے حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہی سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس کے جسم پر مال حرام سے خریدا ہوا کپڑا ایک درہم کا بھی ہوگا اس کی نماز اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک اس کے جسم پر وہ کپڑا ہوگا۔ (مسند احمد جلد ۲ صہ ۹۸)

مال حلال کی اہمیت و عظمت:۔ دنیا کی دولت اور کسب ید اور محنت کی کمائی بذات خود مذموم نہیں مذموم فقط یہ ہے کہ کوئی شخص حرام کمانے لگ جائے یا اسراف وفضول خرچی سے تصرف کرے اور نفس میں اپنی کمائی کا ناز و غرور پیدا کرے ورنہ مال کا حلال طریقہ سے کمانا اور اس میں تجارت وغیرہ کے ذریعہ اضافہ کرنا خود مفاد اسلامی کے لحاظ سے بھی ضروری ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے جہاں اور بہت سی دعائیں کیں وہاں کثرت مال کی بھی دعا فرمائی **"فدعا بکل خیر و کان فی آخر مادعی لی بہ ان قال اللھم اکثر مالہ وولدہ وبارک لہ فیہ"** (مسلم جلد ا صفحہ ۳۴۴ بیہقی جلد ثالث صفحہ ۵۴)

یعنی بہت سی دعاؤں کے ساتھ آخر میں یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ انس کے مال واولاد میں کثرت اور برکت دے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ انصار میں مجھ سے بڑھ کر کوئی مالدار نہیں ہے (احمد جلد ۳ صفحہ ۱۰۸)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا **"یرضی لکم ان تعبدوہ ولا تشرکوا بہ شیئا ویسخط باضاعۃ المال و کثرۃ السوال"** (مؤطا امام مالک صہ ۳۸۸) یعنی خدا اس عبادت سے خوش ہوتا ہے جس میں شرک کی آمیزش نہ ہو اور کثرت سوال اور اضاعت مال سے ناخوش ہے اس روایت سے مال کا جو درجہ شریعت میں ہے وہ صاف ظاہر ہے اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ **"من قتل دون مالہ فھو شھید"** یعنی اگر کوئی شخص اپنے مال کی حفاظت وبچاؤ کے سلسلہ میں مار ڈالا جائے تو وہ شہید ہے اگر مال کی اہمیت شریعت میں نہ ہو تو ایسا درجہ اس کی حفاظت کی

وجہ سے نہ ملتا۔

حضرت سفیان ثوریؒ اپنے زمانہ میں مال کی خصوصی اہمیت کو اسی طرح واضح فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں "المال فیما مضی تکرہ فاما الیوم فھو ترس المومن وقال لولا ھذہ الدنانیر لتمندل بناھولاء الملوک وقال من کان فی یدہ من ھذہ شئی فلیصلحہ فیاتہ زمان ان احتاج کان اول من یعزل دینہ" (مشکوۃ بحوالہ شرح السنہ) یعنی مال مومن کے لئے ڈھال ہے اگر مال نہ ہوتا تو امراء ہم کو اپنا رومال بنا لیتے مزید فرمایا کہ جس کے پاس مال ہو اسے چاہے کہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے۔ کیونکہ اب ایسا زمانہ آگیا ہے کہ اگر آدمی محتاج و مفلس ہو تو عزل دین اور ترک دین کی نوبت آسکتی ہے۔ چنانچہ حضرت سفیان ثوری نے اپنے مال کو مضاربت پر دے رکھا تھا۔ اسی طرح امام بخاریؒ نے اپنے مال کو مضاریت پر دے رکھا تھا (مقدمہ فتح الباری) اسی طرح ابن سیرین امام ابو حنیفہ امام شہاب الدین سہروردی وغیرہ اکابرین مختلف طریقوں سے تجارت کرتے تھے اگر مال نہ ہو تو خود عبادت کے لئے بھی اطمینان و چین نصیب نہ ہو شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

خدا وند روزی بحق مشتغل
پرا گندہ روزی پرگندہ دل

امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "انا انزلنا المال لاقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ" (مسند احمد جلد۵ صہ۲۱۹) یعنی ہم نے مال اس لئے بخشا ہے تاکہ نماز و زکوٰۃ کی ادائیگی باطمینان ہو سکے اگر آدمی صاحب مال ہونے کے بعد احکام شرع نماز روزہ وغیرہ سے غافل ہے تو اسپر صد افسوس ہزار افسوس

ازالہ شبہ:۔ کسب تجارت صنعت و حرفت اور زراعت وغیرہ پیشوں کی تعلیم زہد و توکل کی منافی نہیں جس نے کسب و تدبیر کا حکم دیا ہے۔ اس نے زہد و توکل کی بھی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ باوجود توکل کے بوقت ضرورت آنخضرت ﷺ نے اوپر تلے دو زرہیں بھی

زیب تن فرمائی ہیں آپ نے توکل کا حکم فرمایا مگر تدبیر کے ساتھ دشمنوں سے پوشیدہ ہونا بھی سکھایا ہے۔ غار ثور کا قصہ یاد کیجئے آپ نے توکل کی ہدایت فرمائی لیکن غار حرا جاتے تو اپنے ساتھ زادراہ بھی لے جاتے بہرحال توکل حفاظت اموال وکسب ید اور اختیارات واسباب کے منافی نہیں ہے آپ باوجود توکل کے سال بھر کا خرچ خوراک ازواج مطہرات کے لئے ذخیرہ رکھتے تھے اسی طرح حضرت عمر فاروق ؓ نے نصف مال خیرات کر دینے کے ساتھ نصف مال گھر میں ذخیرہ چھوڑا تھا حالانکہ ان کے توکل میں شک نہیں کیا جاسکتا۔ بہرحال توکل ترک عمل کا نام نہیں ہے اور توکل اور اختیار اسباب میں باہم کوئی مخالفت نہیں ہے توکل یہ ہے کہ دل سے فقط اللہ پر بھروسہ رکھے اور اعضاء بدن سے کسب و عمل کرے۔

گفت پیغمبر بہ آواز بلند
یا توکل زانوئے اشتر بہ بند

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اس جگہ بہت لطیف بات لکھتے ہیں "اثر التوکل بترک الاسباب التی نهی الشرع عنها الا ترک الاسباب التی سنها الله تعالی لعباده" (حجتہ البالغہ جلد ۲ صفحہ ۹۲)

کہ توکل کی پہچان یہ ہے کہ آدمی ان اسباب کا استعمال چھوڑ دے۔ جن سے شریعت مانع ہے اور توکل اس کا نام نہیں کہ آدمی ان اسباب کو بھی چھوڑ دے جن کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے مقرر فرمایا ہے توکل کے یہ معنی ہیں کہ آدمی کسی حرام ذریعہ سے رزق نہ پیدا کرے اور یہ سمجھے کہ خدا جو کچھ ہمیں دینا چاہتا ہے وہ حلال ذریعہ سے بھی دے سکتا ہے پس اس عقیدہ کے ساتھ صرف حلال کے لئے جدوجہد کرنا توکل ہے۔

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں کہ توکل تعطل کا نام نہیں یعنی ان اسباب کے چھوڑ دینے کا نام توکل نہیں ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے مصالح کے لئے اپنی حکمت سے پیدا فرمایا ہے اور جن کے اختیار کرنے سے کھانا، کپڑا، مکان، صحت وغیرہ اسباب حیات مہیا ہوتے ہیں۔ (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۴۴۱)

دوسری جگہ توکل کی یہ مثال دی ہے کہ توکل یہ ہے کہ کھیت کسان جوتے بوئے سینچے پھر اسکی روئیدگی اور آفات سے حفاظت اور نشو ونما کے لئے خدا پر بھروسہ رکھے لیکن اگر کھیت ہی نہ ہو اور نہ جوتا اور نہ ہی بیج ڈالا۔ تو اس ترک عمل کا نام ہرگز توکل نہیں ہے۔ (ایضاً ۲۶۵)

انبیاء کرام کے حلال پیشے:۔ اللہ کے رسولوں سے بڑھ کر توکل کس کا ہو سکتا ہے توکل و قناعت میں اعلیٰ صفات رکھنے کے باوجود انہوں نے مختلف کام اور پیشوں کو اختیار فرمایا ہے چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

۱)۔۔۔ علامہ ابن الجوزیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کاشت کاری کرتے تھے (تلبیس ابلیس صہ ۲۱۸)

۲)۔۔۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق مزید لکھا ہے کہ وہ اور حوا علیہا السلام روئی سے دھاگہ تیار کرتے اور پھر کپڑا بنتے تھے یہ پوری ترکیب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتائی تھی۔ (البدایہ والنہایہ صفہ ۹۰)

۳)۔۔۔ حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ (تلبیس ابلیس صہ ۲۱۸

۴)۔۔۔ حضرت داؤد علیہ السلام لوہار کا کام کرتے تھے (تلبیس ابلیس صہ ۲۱۸)

۵)۔۔۔ حضرت زکریا علیہ السلام سلائی کا کام کرتے تھے (فتح الباری جلد ۴ صہ ۲۴۴)

۶)۔۔۔ حضرت ادریس علیہ السلام کپڑا بن کر اپنی وجہ معاش پیدا کرتے تھے (ایضاً)

۷)۔۔۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام خیاط ہونے کے ساتھ کاتب بھی تھے (البدایہ والنہایہ جلد ۱ صہ ۹۹)

۸)۔۔۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام تیر بناتے تھے اور حضرت لقمان علیہ السلام رسیاں بناتے تھے (احسن المحاضرہ)

۹)۔۔۔ حضرت صالح علیہ السلام تھیلوں کی تجارت کرتے تھے (التجارۃ فی الاسلام صفحہ ۷۵)

صحابہ کرامؓ کے پیشے:۔ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق صحابہ کرام نے بھی مختلف پیشوں اور تجارتوں کو اختیار فرمایا ہے چنانچہ:

(۱)۔۔۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے مقام وسخ میں آپ کا کپڑے کا گودام اور کارخانہ تھا۔ (تلبیس صفحہ ۲۱۸) اور بڑے ساز و سامان کے ساتھ آپ بصری کی طرف تجارت کیلئے آتے جاتے تھے۔ (بحوالہ استیعاب جلد ا صفحہ ۳۰۷)

(۲)۔۔۔ حضرت عمر فاروقؓ بھی بازاروں میں تجارت اور خرید و فروخت کا کام بڑے پیمانے پر کرتے تھے۔ ایک موقع پر حضرت عمر اپنے تجارتی شغل کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔ "الهانی الصفق بالاسواق" (بخاری جلد اول صفحہ ۲۷۷)

یعنی بازاروں کے لین دین اور بیع میں شراء کی مشغولیت نے مجھے غافل رکھا اور بکثرت حدیثوں کا حافظہ نہ ہو سکا' ۳۔۴۔۵) حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت طلحہؓ کپڑے بیچ کر روزی پیدا کرتے تھے۔۔۶۔۷۔۸۔۹) حضرت زبیرؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ رفوگری کرتے تھے۔ حضرت سعد بن وقاصؓ تیر بناتے تھے اور حضرت عثمان بن طلحہ درزی کا کام کرتے تھے۔ (تلبیس ابلیس صفحہ ۲۱۸)

(۱۰)۔۔۔ حضرت خباب بن ارت لوہار پیشہ تھے۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۲۸۰)

(۱۱)۔۔۔ صحابہ کرام میں کچھ گوشت ذبح کرنیوالے قصاب بھی تھے۔ نبی اکرم ﷺ ان کا ذبح کیا ہوا گوشت کھاتے تھے۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۲۷۹)

(۱۲)۔۔۔ زیور وغیرہ بنانے والے سنار بھی صحابہ کرام میں پائے جاتے تھے۔ (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۸۰)

(۱۳)۔۔۔ بہت سے ایسے صحابہ بھی تھے جو اپنے ہاتھ سے ہل چلاتے اور جوتتے تھے ان تمام واقعات کو امام بیہقی نے نقل کر کے لکھا ہے و فی کل هذا دلالة علی جواز الاکتساب بهذه الحرف (بیہقی جلد ۶ صفحہ ۱۲۷) کہ "ان سب حرفتوں اور پیشوں کو اختیار کر کے مال حاصل کرنا جائز ہے۔"

افادہ:۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اس موقع پر نہایت قیمتی بات لکھ گئے ہیں فرماتے ہیں۔ اذا جتمع عشرة الاف انسان مثلاً فی بلدة فالسیاسة المدینة تبحث عن مكاسبهم فانهم ان کان اکثرهم

مکتسبین بالصناعات والقلیل منهم مکتسبین بالرعی والزراعة فسد حالهم فی الدنیا (حجۃ البالغہ صفحہ ۱۰۵/۲)

مطلب یہ ہے کہ اگر اسلامی حکومت قائم ہو تو اس کی سیاسی پالیسی کا تقاضا یہ ہوگا کہ وہ اہل شہر کی صنعت و حرفت اور زراعت کاشتکاری جیسے پیشوں میں توازن و تناسب قائم کر دے۔ ایسا نہ کیا گیا اور کاریگر و صنعت کار زیادہ ہوگئے اور کاشت کاروں اور مویشی پالنے والوں کی تعداد کم ہوگئی تو شہر کا معاشی نظام بگڑ جائے گا اور عوام کی زندگی میں ابتری پھیل جائے گی اور قحط کے آثار رونما ہو جائیں گے چنانچہ اسی ولی اللہی حکمت اور ان کی قیمتی ہدایت پر عمل نہ کرنے کے سبب شش سالہ زمانہ جنگ عظیم میں صناع (کاریگر) اور زراع (کاشتکار) کے توازن و تناسب کا رشتہ حکومت بالکل قائم نہ رہ سکی اور جنگی ضروریات کی وجہ سے صناع و اہل حرفت کے دائروں میں لوگوں کی اکثریت اور کھیتی باڑی اور غلہ کے پیدا کرنے میں آدمیوں کی اقلیت بڑھتی گئی اس کا قدرتی نتیجہ وہی ہوا جسکی نشاندہی شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمائی تھی۔ امام بخاریؒ نے مذکورہ بالا پیشوں کے علاوہ کچھ اور بھی ایسے پیشوں کا تذکرہ کیا ہے جن کو صحابہ کرامؓ نے اختیار کر رکھا تھا اور وہ حسب ذیل ہیں:

(۱۴)...... درزی پیشہ (خیاط) بھی تھے ایک درزی پیشہ صحابی کی دعوت کو حضورؐ نے قبول بھی فرمایا تھا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۸۱)

(۱۵)...... جانوروں کی خرید و فروخت کا پیشہ کرنیوالے بھی تھے۔ (ایضاً صفحہ ۲۸۰)

(۱۶)...... اسلحہ (ہتھیار) و سامان جنگ فروخت کرنے والے بھی تھے۔ (ایضاً صفحہ ۲۸۴)

(۱۷)...... عطار پیشہ حضرات بھی تھے۔ (ایضاً صفحہ ۲۸۴)

(۱۸)...... مصور پیشہ بھی تھے جو غیر ذی روح اشیاء کی تصویریں فروخت کرنے کے مجاز تھے۔ (ایضاً کتاب البیوع صفحہ ۲۹۶)

فائدہ:۔ شریعت کی رو سے پہاڑ، جنگل، دریا کے مناظر سورج و چاند ستاروں کے نقشے عمارتوں اور کارخانوں کے خاکے کے آثار قدیمہ میں لال قلعہ و جامع مسجد دہلی وغیرہ اور آثار متبرکہ میں کعبۃ اللہ اور مسجد نبویؐ وغیرہ کی تصاویر کیمرے کے ذریعہ لینا یا قلم سے

بنانا جائز ہے۔ غرضیکہ ہر غیر ذی روح کا فوٹو یا قلمی تصویر کا بنانا اور رکھنا جائز ہے اسی طرح اگر اخبارات و رسائل میں قلمی آموں، بناری، زری کے کپڑوں کی تصویریں یا دستکاری کیلئے بیل بوٹوں کے نقشے شائع کئے جائیں گے تو شرعاً اسمیں کوئی قباحت نہیں ہے۔ حضرت ابو عبداللہ بن عباس سے ایک مصور نے تصویر سازی کے بارے میں فتویٰ پوچھا آپ نے جواب دیا کہ فعلیک بھذا الشجر و کل شئی لیس فیہ روح (مسند احمد صفحہ ۳۶۰) یعنی درختوں کی تصویریں اور اس شے کے نقشے بنا سکتا ہے جو غیر جاندار ہیں۔

آج کتنے لوگ ہیں جو جانداروں کی تصویریں بنا کر روزی کما رہے ہیں اور فلمی اداکاروں کی تو حد ہو گئی ہے انکو اسلام کی بصیرت ہی نہیں وہ اپنی دولت کمانے پر لگے ہوئے ہیں کون انکو سمجھائے یہ دولت حرام ہے اس سے اجتناب کریں۔

(۱۹)..... گلہ بانی اور چرواہا گیری کا پیشہ کرنیوالے بھی تھے۔ (بخاری کتاب الاجارہ صفحہ ۳۰۱)

(۲۰)..... خزانچی کا کام کرنے والے بھی تھے۔ (کتاب الوکالہ صفحہ ۳۱۱)

حضرت طلحہؓ کے پاس بھی ایک خزانچی تھا۔ (فتح الباری ج ۲ صفحہ ۳۷۲)

(۲۱)..... عمارت کا کام کرنے والے معمار بھی تھے۔ (بخاری کتاب الاجارہ صفحہ ۳۰۲)

(۲۲)..... گیہوں، جو اور دیگر اجناس خوردنی کی خرید و فروخت میں دلالی کا پیشہ کرنیوالے بھی تھے

(۲۳)..... انگور، کھجور منقی و دیگر پھلوں کی تجارت کرنیوالے بھی تھے۔ (بخاری کتاب الاجارہ صفحہ ۲۹۰)

(۲۴)..... عشرہ مبشرہ میں سے حضرت طلحہؓ کے علاوہ زید بن ارقم اور براء بن عازب وغیرہ سونا چاندی اور دینار و درہم کے صرافہ کا کاروبار کرتے تھے۔ (// صفحہ ۲۹۱ و فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۳۳۸)

تجارت کی اہمیت:۔ نبی اکرم ﷺ نے تجارت اور بیع و شراء کے اصول و مسائل کی تعلیم بر سر منبر مسجد میں دی ہے جب حضرت عائشہؓ نے بریرہ کو آزاد کرنا چاہا اور حق ولاء میں تنازع واقع ہوا تو حضور اکرمؐ نے جلسہ عام میں مسجد کے اندر ان کے متعلق ہدایت

فرمائی حالانکہ بیع و شراء مسجد میں جائز نہیں ہے مگر بیع و شراء کے سلسلہ میں اسلام کی صحیح پالیسی اور انکی اصولی تعلیمات کا اعلان مسجد میں کیا گیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شریعت کی نگاہ میں اس مسئلہ کو کیسا اہم مقام حاصل ہے۔ (فتح الباری ۲ / ۲۷۴)

تجارت کی اہمیت و عظمت پر اس واقعہ سے بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ مواسم حج میں تجارت کو مشروع و جائز فرمایا یا اسلام سے قبل عکاظ اور ذوالمجاز میں مشرکین مکہ کا زبردست میلہ لگتا تھا ان کی خوب تجارت چلتی تھی اسلام کے بعد کچھ لوگوں نے پیشہ تجارت کو موسم حج میں مکروہ خیال کیا۔ اس پر آپ ؐ نے ہدایت فرمائی کہ تجارت کے ذریعہ نفع کمانا رب کے فضل و کرم کو تلاش کرنے کے مترادف ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ پائن چھتر وغیرہ کے میلوں میں سامان تجارت لے جانا فروخت کرنا جائز ہے وہاں کے مشرکانہ اعمال اور شرکیہ رسوم کی وجہ سے مسلمان پر راہ تجارت نہیں بند کی جا سکتی ہے کیونکہ بعثت کے وقت عام بازاروں اور عکاظ وغیرہ جیسے بڑے میلوں میں مشرکین کے ساتھ مسلمان بھی سامان تجارت بازار میں رکھتے تھے ذی قعدہ کے آخری عشرہ میں دس دن مجنہ کا بازار کرتے تھے پھر منیٰ کی طرف حج کیلئے جاتے (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۴۷) امام بخاری نے کتاب البیوع میں ذکر کیا ہے کہ اسلام کے بعد بھی مسلمانوں نے اسواق جاہلیت میں خرید و فروخت کو قائم رکھا منتخب کنز العمال میں حدیث ہے کہ روزی کے دس حصوں میں سے نو حصے تجارت میں ہیں۔ اس سے بھی تجارت کی اہمیت ظاہر ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ شہادت فی سبیل اللہ کے بعد میرے نزدیک محبوب ترین موت وہ ہے جو اللہ کا فضل و رزق تلاش کرنے اور تجارت کی غرض سے سفر کرنے میں آئے۔

الدواب الشرعیۃ باب فضل التجارۃ للعامۃ شمس الدین دمشقی)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں سب کو سیرت پاک یعنی سیرۃ النبی کا مطالعہ فرما کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین